اچھی تربیت سے اپنے قائمقام پیدا کرو

(فرمودہ ۲- اپریل ۱۹۴۸ء)

۲- اپریل ۱۹۴۸ء بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مکرم عبدالخالق صاحب مہتہ ابن جناب بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے نکاح مکرمہ ممتاز عصمت صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر منیر امرتسری بعوض دو ہزار روپیہ اور حفیظ احمد خان صاحب ابن چوہدری نذیر حسین صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ لہ

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں لوگ پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ بعض پیدا ہو کر بڑے ہو جاتے ہیں اور بعض تو پیدا ہو کر چھوٹے رہ جاتے ہیں۔ جس طرح گٹھلی یا بیج سے سبزہ نکلتا ہے تو سوائے ایک واقف کار آدمی کے جو جانتا ہے کہ اس سے کیا پیدا ہو گا دوسرا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سبزہ میں کوئی معمولی سا گھاس یا پودا پیدا ہو گا یا اس سے بہت بڑا درخت بنے گا۔ کئی گھاس اور پودے نصف انچ یا ایک انچ رہ جاتے ہیں اور کئی چھوٹی چھوٹی سبزیاں ترقی کر کے اتنا بڑا درخت بن جاتی ہیں کہ سینکڑوں آدمی اس کے سایہ کے نیچے آرام کر سکتے ہیں اور سایہ میں بیٹھ سکتے ہیں۔ ابتدائی حالت میں وہ یکساں ہوتی ہیں لیکن انتہائی حالت میں وہ مختلف ہو جاتی ہیں۔ کوئی روئیدگی ایسی ہوتی ہے کہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں اس کا سارا جوش ختم ہو جاتا ہے اور پھر سوکھے گھاس کی طرح ہو جاتی ہے اور کوئی سبزہ ایک مضبوط درخت بن جاتا ہے یا ایک چھوٹا سا پودا سینکڑوں سال کی عمر تک جاتا ہے۔ بعض پھول جو بنگلوں میں لگائے جاتے ہیں ایک یا دو دن میں

سوکھ جاتے ہیں لیکن انگور کا درخت ہزار سال تک کی عمر بھی پالیتا ہے، بڑ کا درخت سینکڑوں سال تک چلا جاتا ہے اسی طرح جو بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی مثال بالکل سبزہ یا روئیدگی کی طرح ہوتی ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کل کو یہ سبزہ کیسا ہوگا آیا چند دن بہار دینے کے بعد سوکھ جائے گا یا معمولی نظارہ کی لذت اس سے پیدا ہوگی۔ جس طرح گھاس پیدا ہوتا ہے اور بعد میں جانوروں کو کھلا دیا جاتا ہے ایسے ہی یہ بچہ امراء اور ظالم حکام کا شکار بنا رہے گا۔ نوکریاں کرتا پھرے گا، سٹیشن پر قلیوں کا کام کرے گا یا اس کی حالت اس سبزہ کی ہوگی جو خود بڑھتا ہے اور سینکڑوں آدمی اس کے سایہ کے نیچے آرام کرتے ہیں۔ صرف دس بیس یا پچاس سال تک کی عمر نہ ہوگی بلکہ دو سو، پانچ سو یا ہزار سال تک کی اس کی عمر ہوگی۔ اس دنیا میں مادی لحاظ سے ایک آدمی پانچ سو سال تک نہیں جاتا لیکن روحانی لحاظ سے بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ چلا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کو دعویٰ کئے ہوئے ۱۳۰۰ سال ہو چکے ہیں لیکن آپ کا زمانہ ختم نہیں ہوا بلکہ ابھی تک جاری ہے اور جاری رہے گا اس وقت تک جب تک دنیا آباد ہے بلکہ اس کے بعد بھی انسان ان کی تعلیم اور لائی ہوئی شریعت پر عمل کر کے اگلے جہان میں اعلیٰ زندگی حاصل کرے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ روحانی تعلیم اور جسمانی روئیدگی میں مشابہت ہے۔ آخر انسان کیا چیز ہے ایک گھاس یا سبزہ ہے جو جنگلوں میں اُگتا ہے اس کو بیل گائے یا بکریاں کھاتی ہیں اور اسی گھاس سے گائے بیل کی مادہ دودھ دیتی ہے، اسی گھاس کو کھا کر ان کا نطفہ بنتا ہے، پھر بچھڑا پیدا ہوتا ہے، اسی گھاس کو کھا کر ایک بکرا اپنی نسل چلاتا ہے، دنبہ کھا کر نسل چلاتا ہے اور اسی گھاس کو کھا کر ایک بکری دودھ دیتی ہے، پھر انسان اسی دودھ کو پیتا اور ان جانوروں کا گوشت بھی کھاتا ہے، پھر درختوں کے پھل بھی کھاتا ہے، یہی گھاس ہے جس سے جسم بنتا ہے، جس سے خون بنتا ہے، یہی گھاس ہے جس سے ہڈیاں بنتی ہیں، انہی چیزوں کے خلاصہ کا نام نطفہ ہے جس سے انسان بنتا ہے۔ غرض یہی چیزیں ایک شکل بدل کر دائمی زندگی حاصل کرتی ہیں۔ گھاس گھاس ہونے کی صورت میں دائمی نہیں بلکہ جانور میں جاکر گوشت اور دودھ بنتا ہے اور پھر انسان اسے کھاتا ہے تو وہ انسان کا جزو بن جاتا ہے اور وہ انسان خدا تعالیٰ کے حکم پر چلنے کے بعد اور مرنے کے بعد نئی دائمی زندگی، ابدی زندگی اور نہ ختم ہونے والی زندگی حاصل کرتا ہے۔

جو چیز اگلے جہان میں جاتی ہے وہ خلاصہ ہوتی ہے اس روح کا جو ان ترکاریوں اور سبزیوں

سے حاصل ہوتی ہے۔ گھاس کو براہ راست زندگی نہیں ملتی زمین سے نکلے ہوئے درخت کو دائمی زندگی نہیں ملتی اس انسان کے گوشت پوست کو اپنی ذات میں دائمی زندگی نہیں ملتی بلکہ دائمی زندگی حاصل کرتی ہے ان سے بننے والی روح۔ یہی حال روحانی زندگی کا ہے۔ جس طرح مادی اشیاء روح کا حصہ ہیں زیادہ تر روح کی ترقی روحانی تعلیموں سے ہوتی ہے وہ تعلیمیں اپنی ذات میں زندگی حاصل نہیں کرتیں اور نہ اپنی ذات میں جنت میں جاتی ہیں مگران پر عمل کر کے جو روح ترقی کرتی ہے وہ دائمی زندگی پاتی ہے اور پھر جنت میں جاتی ہے۔ جس طرح مادی گھاس، ترکاریاں، غلے اور درخت نئی شکل بدل کر جنت میں پائے جاتے ہیں اسی طرح انسان اخلاص اور تقویٰ کی راہوں پر چل کر ایک نئی شکل اختیار کرتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ مادہ اس دنیا میں نمایاں اور روح مخفی ہوتی ہے اگلے جہان میں روح ظاہر اور مادہ مخفی ہو جاتا ہے۔ جیسے کوٹ پرانا ہو جاتا ہے تو غرباء اسے الٹا کر پھر سلوا کر پہنتے ہیں۔ کپڑا وہی ہوتا ہے صرف نیچے کا حصہ اوپر ہو جاتا ہے اور اوپر کا نیچے ہو جاتا ہے۔ جس طرح زمیندار ہل چلا کر اس مٹی کو جو گزشتہ سال فصل دے چکی ہوتی ہے نیچے کر دیتا ہے اسی طرح جب یہ مادہ کام کر چکتا ہے فرشتے ہل چلا کر اس کو الٹا دیتے ہیں۔ مادہ غائب ہو جاتا ہے اور پھر نئی زندگی پاتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ ہمیش سے اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ پیدائش ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ایک انسان پیدا ہو جاتا ہے اس کی مثال کبھی گھاس کی طرح ہوتی ہے اور کبھی ایک تناور درخت کی۔ اسی طرح موتیں آتی ہیں موتوں کا سلسلہ ہمیشہ سے ہے لوگ مرتے ہیں اور پیدا ہوتے ہیں۔ احادیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر دن اور رات کے وقت فرشتے آتے ہیں اور آواز دیتے ہیں ۔

لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ [2]

بچے جنو تا ایک دن جا کر مریں۔ مکان بناؤ تا ایک دن گرے۔ تو مکان گرتے اور بچے مرتے ہیں۔ یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ ہمیں اس کو دیکھتے ہوئے ایک سبق حاصل کرنا چاہئے جو ان آیات میں ذکر ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ [3] اے مؤمنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چاہئے کہ ہر جان اس بات پر غور کرے کہ کل کے لئے اس نے کیا چھوڑا ہے مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آئندہ زمانہ کے لئے کیا چھوڑا ہے یعنی اولاد وغیرہ۔ اس غد کو انسان دیکھتا ہے اور بسا اوقات اپنے مرنے سے پہلے معلوم کر لیتا

ہے کہ کیا چھوڑا ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ وہ کیسی دنیا چھوڑ جائے گا۔ اگر اس کی اولاد دیندار ہوگی، متقی ہوگی، ان میں صلاحیت ہوگی، قربانی اور ایثار کا مادہ ہوگا، اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتی ہوگی تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی اگلی دنیا اچھی ہے اور اگر اس کی اولاد ایسی نہیں، وہ دیندار متقی نہیں، قربانی اور ایثار کا مادہ ان میں نہیں پایا جاتا، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی نہیں تو یہ اس کے لئے بھی اور اس کی اولاد کے لئے بھی بلکہ دنیا کے لئے بھی برا ہوگا۔

ہم تھوہر کا درخت لگاتے ہیں یا نیم کا درخت لگاتے ہیں یا اس قسم کا کوئی اور درخت لگاتے ہیں اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہماری اولاد اور دنیا اس سے فائدہ اٹھائے گی اور پھل کھائے گی تو ہم سے زیادہ احمق کون ہے۔ اگر ہم عمدہ پھل کی گٹھلیاں اور بیج لگاتے ہیں جو شیریں ہوتے ہیں انسان کی زبان کو لذت دیتے ہیں یا انسان کے دماغ کو طراوت بخشنے والے ہوتے ہیں تو یقیناً ہم خوش ہوں گے اور چار پانچ سال گزرنے کے بعد ہم اور ہماری اولاد اس کا پھل کھائے گی۔

غرض یہ آیت نہایت ہی اہم ہے اس کو نظرانداز کرنے سے تباہی آتی ہے جو اس کو مدنظر نہیں رکھتے وہ اولاد کو اس نظر سے نہیں دیکھتے۔ ایک شخص گٹھلی کو اس لئے بوتا ہے کہ ایک دن وہ درخت بنے اور پھل دے، لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں اس نقطہ نگاہ سے اگر اولاد کی تربیت کی جائے تو دنیا کا مستقبل ایک حد تک خوش کن ہو سکتا اور اگر اس نقطہ نگاہ سے اولاد کی تربیت نہیں کی جاتی تو دنیا کا مستقبل خوش کن نہیں ہو سکتا۔ بلی بھی اپنے بچے سے محبت کرتی ہے، کتے بھی اپنے کتورے سے محبت کرتے ہیں۔ مگر وہ امید نہیں کرسکتے کہ ان کی دنیا اچھی ہوگی۔ بلی بھی اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے، سانپ بھی اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے، بچھو بھی اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔ یہ تو ایک ابتدائی چیز ہے اس مؤمن کی بچوں سے محبت اور سانپ اور بچھو کی اپنے بچوں سے محبت میں کیا فرق ہے؟ یہی فرق کہ سانپ اولاد سے اس لئے محبت نہیں کرتا کہ وہ بڑا ہو کر کسی کو کاٹے گا اور وہ اس کی وجہ سے مرجائے گا بچھو اپنے بچوں سے اس لئے محبت نہیں کرتا کہ بڑے ہو کر یہ انسان کو کاٹیں گے اور اس کی زندگی دوبھر ہو جائے گی لیکن مؤمن بچوں سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ اس کو آدمی بنائے تا دین کی ترقی کے لئے کام کرے اور اسلام کے غلبہ کے لئے کام کرے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گا تو میرا بچہ ہے ورنہ سانپ کا بچہ ہے اور کیا کوئی سانپ کے بچہ سے محبت کرتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ ابا جان کیا آپ کو مجھ سے محبت

ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر حضرت حسنؓ نے سوال کیا۔ کیا آپ کو خدا سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے کہا کہ پھر تو آپ مشرک ہیں آپ مجھ سے بھی محبت کرتے ہیں اور خدا سے بھی محبت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے کہ میں تم سے بھی محبت کرتا ہوں اور خدا سے بھی محبت کرتا ہوں مگر تمہاری محبت اگر خدا کی محبت سے ٹکرا جائے تو میں اس کو مسل ڈالوں گا۔ [۴] جب تک یہ روح کام نہیں کرتی ہمارا ارادہ اور ایمان اصلاح کے لئے کافی نہیں ہو سکتا کسی بڑے سے بڑے آدمی کا ایمان بھی دنیا کی اصلاح کے لئے کافی نہیں ہو سکتا، ایک نبی کا ایمان بھی آئندہ دنیا کی اصلاح کے لئے کافی نہیں خود رسول اللہ ﷺ کا ایمان بھی آئندہ زمانے کی اصلاح کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ [۵] کہ جو پیغام تم لائے ہو لوگوں تک پہنچاؤ تا تمہارا وجود مستقبل کی دنیا کے لئے مفید ہو۔ ورنہ تمہارا وجود اپنے لئے مفید ہوگا اس دنیا کے لئے مفید ہوگا مگر اگلوں کے لئے نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم تبلیغ کرو گے اور اپنے قائم مقام پیدا کرو گے تو تمہارا نور ہر زمانہ میں روشنی دیتا رہے گا۔ جب اس نقطہ نگاہ کو دنیا سمجھ لے اور اولاد کی محبت امانت سمجھ کر کرے کہ وہ قربانی کے بکرے ہیں جو تیار کئے گئے ہیں۔ عید کے بکرے کو اس لئے نہیں کھلاتے کہ وہ اس کو چُومیں گے اور چاٹیں گے۔ اس نقطہ نگاہ سے اگر اولاد کی تربیت کی جائے اور اولاد پیدا کی جائے تو یقیناً دین کی ترقی کا موجب ہوگی اور اگر اس طرح تربیت نہیں کی جاتی تو پھر کچھ بھی نہیں۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو ہر قسم کی مخلوق کا جامع بنایا ہے، سارے حیوانوں کا بھی جامع بنایا ہے، انسان کا بچہ سانپ اور بچھو کا بچہ بھی بن سکتا ہے، بھیڑیئے کا بچہ بن سکتا ہے، شیر کا بچہ بھی بن سکتا ہے اور انسان کا بچہ بھی بن سکتا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے فرشتوں کا بچہ کہلانے کا مستحق بھی ہو سکتا ہے۔

(الفضل ۲۵۔ اپریل ۱۹۴۸ء صفحہ ۳، ۴)

[۱] الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۴۸ء صفحہ ۴

[۲] الجامع لاحکام القرآن لقرطبی الجز۔ الثامن ص ۲۷۴ مطبوعہ قاھرۃ ۱۹۳۹ء

[۳] الحشر: ۱۹

[۵] المائدۃ: ۶۸